فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ پڑھنے کا کہنا کیسا ہے؟

جواب: جس پر موت کے آثار نمودار ہو جائیں، اس کے سامنے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے، ہر مریض کو کلمہ پڑھنے کا نہیں کہنا چاہیے کہ وہ تلخی میں آکر انکار کر دے۔

❀ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''جس (صالح انسان) کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، جنت میں جائے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 247/5؛ سنن أبي داود : 3116؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (1/251، 500) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ .

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔''

(صحیح مسلم : 916)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کریں، جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ

ہوگا، وہ کسی روز تو جنت چلا ہی جائے گا، اگرچہ عذاب کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔"

(صحيح ابن حبان : 3004؛ وسندهٗ حسنٌ)

اہل علم کہتے ہیں کہ مریض اگر خود کلمہ نہ پڑھ سکتا ہو، تو حاضرین کو چاہئے کہ کلمہ کی تلقین نرم لہجے میں کریں، یوں نہ ہو کہ مریض کی طبیعت کی گھٹن اسے کلمے سے دور کر دے۔ مریض کلمہ پڑھ لے، تو دوبارہ تلقین نہ کریں، البتہ جب کوئی اور بات کر لے، تو دوبارہ سے تلقین کریں، یہ بھی یاد رہے کہ ایسا شخص جسے مرنے والا متہم یا مشکوک جانتا ہے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے، یوں نہ ہو کہ مرنے والا اس سے الجھن محسوس کرنے لگے۔

سوال: کیا مرنے کے بعد کلمہ کی تلقین کی جا سکتی ہے؟

جواب: لا الہ الا اللہ کی تلقین قریب المرگ کو کرنی چاہیے، مرنے کے بعد کلمہ کی تلقین جائز نہیں، بلکہ غیر مسنون عمل ہے۔

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ باب قائم کرتے ہیں:

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَلْقِينِ الْمَرِيضِ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَالدُّعَاءِ لَهٗ عِنْدَهٗ.

موت کے وقت مریض کو تلقین اور اس کے لئے دعا کا بیان۔"

❁ نیز لکھتے ہیں:

"موت کے وقت مریض کو لا الہ الا اللہ کی تلقین مستحب ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ تلقین کے بعد جب تک قریب المرگ دوبارہ کلام نہ کرے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، تلقین میں زیادتی بھی نہیں کرنا چاہیے۔"

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 977)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب قائم کیا ہے:

ذِكْرُ الْأَمْرِ بِتَلْقِينِ الشَّهَادَةِ مَنْ حَضَرَتْهُ الْمَنِيَّةُ.

''قریب المرگ کولا الہ الا اللہ کی تلقین کا حکم ہے۔''

(صحيح ابن حبان، قبل الحديث : 3003)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (656ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''مرنے والوں کولا الہ الا اللہ کی تلقین کریں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ موت کے وقت انہیں یاد دلائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب المرگ کو مردہ کہہ دیا ہے، کیونکہ موت اس کے پاس حاضر ہوچکی ہوتی ہے، مرنے والوں کو اس کلمہ کی تلقین کرنا سنت ماثورہ ہے، اس پر امت مسلمہ کا عمل رہا ہے، تلقین کا مقصد یہ ہے کہ مرنے والے کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو جائے، یوں اسی کلمہ پر اس کا خوش بختی کے ساتھ خاتمہ ہو اور فوت ہونے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمومی فرمان میں داخل ہوجائے کہ جس (موحد، صالح) کی آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

(المُفهِم : 2/569-570، وانظر : زهر الربي للسّيوطي : 514)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

''مطلب یہ کہ قریب المرگ انسان کولا الہ الا اللہ یاد کروائیں، تاکہ یہ اس کا آخری کلام ہو، حدیث میں آتا ہے: ''جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا، وہ جنتی ہے۔'' (سنن ابی داود: ۳۱۱۶، وسندہ حسن، اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۵۱) نے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، حافظ ابن ملقن (البدر المنیر: ۵/۱۸۹) بھی اسے صحیح قرار دیتے ہیں) تلقین کرنے کا حکم استحبابی ہے، اس طریقہ تلقین پر علما کا اجماع ہے۔''

(شرح صحيح مسلم :300/1)

❁ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

اَلْمُرَادُ الَّذِي قَرُبَ مِنَ الْمَوْتِ .

''مراد قریب المرگ انسان ہے۔''

(الهداية، ص 136، كتاب الجنائز)

❁ علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مراد قریب المرگ ہے، نہ کہ وہ جو فوت ہو چکا ہے، تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اسے کلمے کا حکم نہ کیا جائے، بلکہ اس کے پاس بیٹھ کر کلمے کا ذکر کیا جائے، بہت سے علمانے قبر پر تلقین کو بدعت قرار دیا ہے، تلقین سے مقصود ہے کہ مرنے والے کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو، اسی لیے جب وہ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہہ دے، تو دوبارہ تلقین نہ کی جائے، جب تک کہ وہ کوئی دوسری بات نہ کر لے۔''

(حاشية السّندي على النّسائي : 5/4، تحت الحديث : 1827)

سوال: کیا موت کے بعد میت کی آنکھیں بند کرنا مسنون ہے؟

جواب: موت کے بعد میت کی آنکھیں بند کرنا مسنون عمل ہے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوسلمہ کی میت پر تشریف لائے، ان کی آنکھیں کھلی رہ گئیں تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھیں بند کیں اور فرمایا:

''جب روح قبض ہوتی ہے، تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے، اہل خانہ یہ سن کر رونے لگے، تو فرمایا: اپنی جانوں کے لئے سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہ کہیں، کیونکہ

فرشتے آپ کے کہے پر آمین کہتے ہیں۔‘‘

(صحیح مسلم : 920)

سوال: نماز جنازہ کی تاخیر کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز جنازہ میں بلاوجہ تاخیر ناپسندیدہ ہے۔ جتنا جلدی ممکن ہو، میت کو سپرد خاک کر دینا چاہیے۔

سوال: لڑکا اور لڑکی میں بلوغت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوں، تو کتنی عمر میں انہیں بالغ تصور کیا جائے گا؟

جواب: اگر کوئی علامت بلوغت ظاہر نہ ہو، تو لڑکے اور لڑکی کے لیے بلوغت کی عمر پندرہ سال مقرر ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (319ھ) لکھتے ہیں:

’’احتلام، زیر ناف بال اور پندرہ سال عمر مرد اور عورت کی بلوغت کی نشانی ہے، ان میں سے جو بھی علامت پائی جائے، فرائض و حدود کو واجب کر دے گی۔ البتہ عورت کی چوتھی علامت بلوغ ماہواری ہے۔ اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کو ماہواری آئے، تو اس پر فرائض کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے۔‘‘

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 388/4)

سوال: مرد و عورت پر عبادات کب لازم ہوتی ہیں؟

جواب: ہر مرد اور عورت پر عبادات بلوغت کے بعد لازم ہوتی ہیں۔

سوال: کیا اسلام میں سوگ ہے؟

جواب: اسلام میں سوگ جائز ہے، مگر صرف خواتین کے لیے۔ مردوں کے لیے کوئی سوگ نہیں۔

سوال: کیا مکھیوں اور مچھروں کو جلایا جا سکتا ہے؟

جواب: جانداروں کو جلانا جائز نہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا اور فرمایا: اگر آپ کو فلاں فلاں دو قریشی آدمی مل جائیں، تو انہیں آگ میں جلا دینا، پھر جب ہم نے روانگی کا ارادہ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آپ کو فلاں فلاں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا، لیکن آگ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ ہی عذاب دے سکتا ہے، اگر وہ مل جائیں، تو انہیں قتل کر دینا۔''

(المنتقى لابن الجارود : 1057، صحيح البخاري : 3016)

❁ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ .

''آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔''

(سنن سعيد بن منصور : ٢٦٤٣، مسند الإمام أحمد : ٤٩٤/٣، سنن أبي داود : ٢٦٧٣، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(فتح الباري : ١٤٩/٦)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ .

''آگ کا عذاب اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٦)

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللّٰهِ .

''کسی کو آگ میں مت جلائیں۔''

(صحيح البخاري : ٣٠١٧)

ثابت ہوا مچھروں، مکھیوں اور حشرات الارض وغیرہ کا خاتمہ جلا کر کرنا جائز نہیں، یہ ممنوع و حرام ہے۔

سوال: کیا جلنے سے ناپاک شے پاک ہو جائے گی؟

جواب: اگر ناپاک شے جل کر راکھ ہو جائے، تو وہ ناپاک نہیں رہتی۔

سوال: کیا امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات کھجوریں کھانے سے ہوئی؟

جواب: محدث احمد بن سلمہ نیشاپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''امام ابو حسین مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کے لیے مجلسِ مذاکرہ منعقد کی گئی۔ دورانِ مذاکرہ ایک حدیث بیان ہوئی، جو آپ کے علم میں نہ تھی، گھر واپس لوٹے، چراغ روشن کیا اور اہل خانہ سے کہا کہ کمرے میں کوئی نہ آئے۔ کہا گیا: کھجوروں کی ٹوکری ہدیہ میں آئی ہے۔ فرمایا: مجھے دے دیں، آپ کو دے دی گئی۔ آپ حدیث تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ کھجوریں کھاتے رہے۔ صبح ہوئی، تو کھجوریں ختم ہو چکی تھی اور حدیث بھی مل گئی۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ١٠٣/١٣، وسندهٔ صحيحٌ)

❀ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد محمد بن عبداللہ نیشاپوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

زَادَنِي الثِّقَةُ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّهٗ مِنْهَا مَاتَ .

”مجھے ایک ثقہ نے یہ بھی بیان کیا کہ آپ رحمہ اللہ کھجوریں کھانے سے فوت ہو گئے۔“

واقعہ کا یہ حصہ ”ضعیف“ اور غیر ثابت ہے، کیوں کہ اسے بیان کرنے والا شخص مجہول اور مبہم ہے۔ ثابت ہوا کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی وفات والا یہ واقعہ ثابت نہیں۔

سوال: کیا حالت احرام میں خوشبو لگائی جا سکتی ہے؟

جواب: احرام کے حالت میں خوشبو لگانا جائز نہیں، البتہ احرام باندھتے وقت اگر کوئی خوشبو لگا لے اور حالت احرام میں خوشبو آتی رہے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ .

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور طواف (افاضہ) کرنے سے پہلے احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگائی۔“

(صحيح البخاري : 1539 ، صحيح مسلم : 1189)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

”گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ (سر کے درمیان سے کنگھی) میں لگی ہوئی خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ ﷺ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے۔“

(صحيح البخاري : 271 ، صحيح مسلم : 1190)

سوال: شادی شدہ زانی کی سزا کیا ہے؟

جواب: شادی شدہ زانی کی سزا یہ ہے کہ اسے پتھروں سے رجم کر دیا جائے۔

۞ علامہ ابوالقاسم رافعی رحمہ اللہ (۶۲۳ھ) فرماتے ہیں:

''رجم کے بارے میں ماعز کا قصہ، غامدیہ خاتون کا واقعہ اور یہودیوں کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے مشہور ہیں۔ اس کے بعد خلفائے راشدین بھی رجم کرتے رہے اور یہ چیز تواتر کی حد تک پہنچ گئی۔''

(الشّرح الكبير :128/11)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''کوڑوں کی آیت: ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ﴾ ''زانی اور زانیہ ہر دو کو سو کوڑے مارے جائیں۔'' میں یہ دلیل ہے کہ زانی چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اس کو کوڑے ہی مارے جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متواتر سنت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم دیا تھا۔''

(تحفة الطّالب بمعرفة أحاديث مختصر ابن حاجب، ص 347)

۞ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) نے رجم کی حدیث کو ''متواتر'' کہا ہے۔

(أحكام القرآن :465/1)

۞ علامہ شاشی حنفی (۳۴۴ھ) نے رجم کی حدیث کو ''متواتر'' کہا ہے۔

(أصول الشّاشي، ص 272)

۞ علامہ ابن ہمام (۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ ثُبُوتَ الرَّجْمِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاتِرُ الْمَعْنٰی .

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے رجم کا ثبوت متواتر معنوی ہے۔''

(فتح القدير : 224/5)

ذیل میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جارہا ہے، جو حدِ رجم کے متعلق روایات بیان کرتے ہیں۔

① **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ**

(صحيح البخاري : 6828، صحيح مسلم : 1697)

② **سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ**

(صحيح مسلم : 1690)

③ **سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ**

(صحيح مسلم : 1694)

④ **سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما**

(صحيح البخاري : 6824، صحيح مسلم : 1693)

⑤ **سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ**

(صحيح مسلم : 1692)

⑥ **سیدنا بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ**

(صحيح مسلم : 1695)

⑦ **سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ**

(صحيح مسلم : 1696)

⑧ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 1329، صحيح مسلم : 1699)

⑨ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري : 6828، صحيح مسلم : 1697)

⑩ سیدنا براء بن عاذب رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 1700)

⑪ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

(صحيح مسلم :1701)

⑫ سیدنا ہزال بن یزید اسلمی رضی اللہ عنہ

(سنن أبي داود : 4377، مسند الإمام أحمد : 217/5، وسندهٗ حسنٌ)

اجماع امت:

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''اس پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے، سوائے ان کے، جن کے اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں، وہ مسلمان ہی نہیں ہیں، مسلمان کہتے ہیں کہ آزاد مرد اور عورت جب وہ شادی ہوں، اگر زنا کریں، تو ان کو رجم کیا جائے گا۔''

(المحلّى بالآثار : 169/12)

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

اَلرَّجْمُ ثَابِتٌ بِسُنَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِاتِّفَاقِ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَيْهِ .

''رجم رسول اللہ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے، اسی طرح عام اہل علم کے اتفاق سے بھی ثابت ہے۔''

(الإشراف على مذاهب العلماء : 251/7)

❁ علامہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ (٣٧٠ھ) لکھتے ہیں:

''رجم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، اس کو بہت سارے لوگوں نے نقل کیا ہے، یہ خبر بہت مشہور ہوئی ہے، اتنی کہ اس میں شک کی گنجائش ہی نہیں رہی اور اس پر امت کا اجماع بھی ہے۔''

(أحكام القرآن : 343/3)

❁ علامہ حلیمی رحمہ اللہ (٤٠٣ھ) لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى أَنَّ عَلَيْهِ الرَّجْمَ .

''مسلمانوں کا اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا۔''

(المنهاج في شعب الإيمان : 32/3)

❁ علامہ ماوردی رحمہ اللہ (٤٥٠ھ) لکھتے ہیں:

''رجم کے وجوب پر ہماری بیان کردہ قولی وفعلی احادیث رسول، اسی طرح صحابہ کرام کا قول وعمل، اس کا لوگوں میں مشہور ہونا اور اجماع منعقد ہونا دلیل ہیں، یہاں تک کہ اس کا حکم متواتر ہو گیا ہے۔ مگر خوارج، رجم کے منکر ہیں۔''

(الحاوي الكبير : 191/13)

❁ حافظ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ (٤٦٣ھ) فرماتے ہیں:

أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مُجْمِعُونَ عَلٰى أَنَّ الرَّجْمَ مِنْ حُكْمِ

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَنْ أَحْصَنَ .

''اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنا اللہ کا حکم ہے۔''

(التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 78/9)

❁ نیز لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ فُقَهَاءُ الْمُسْلِمِينَ وَعُلَمَاؤُهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْأَثَرِ مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا أَنَّ الْمُحْصَنَ حَدُّهُ الرَّجْمُ .

''مسلمان فقہا اور صحابہ کے دور سے آج تک کے اہل علم فقہا و محدثین کا اجماع واتفاق رہا ہے کہ شادی شدہ زانی کی حد رجم ہے۔''

(التّمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد : 79/9)

❁ علامہ ابوالمظفر اسفرایینی رحمہ اللہ (۴۷۱ھ) لکھتے ہیں:

''وہ (خوارج) یہ بھی سمجھتے ہیں کہ رجم شادی شدہ زانی پر واجب نہیں ہے اور اس بات میں وہ مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(التبصير في الدين، ص 50)

❁ علامہ ابن رشد قرطبی مالکی (۵۹۵ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا الثُّيَّبُ الْأَحْرَارُ الْمُحْصَنُونَ فَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ حَدَّهُمُ الرَّجْمُ .

''شادی شدہ آزاد زانیوں کی حد رجم ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(بداية المجتهد ونهاية المقتصد : 4/217-218)

❁ علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''پہلی فصل شادی شدہ زانی پر رجم کے واجب ہونے کے بیان میں، زانی چاہے مرد ہو یا عورت۔ یہ عام اہل علم صحابہ وتابعین کا قول ہے، ان کے بعد تمام زمانوں کے علما کا بھی یہی فتوی ہے، مگر خوارج اس کی مخالفت کرتے ہیں۔''

(المغني : 35/9)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) لکھتے ہیں:

إِذَا زَنَى الْمُحْصَنُ وَجَبَ الرَّجْمُ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ .

''شادی شدہ شخص جب زنا کرے تو اس کو رجم کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔''

(المُفهِم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم : 216/7)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

''اہل علم کا اجماع ہے کہ کنوارے زانی کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور شادی شدہ زانی کو رجم کیا جائے گا، اہل قبلہ میں سے کوئی ایک بھی اس سزا کی مخالفت نہیں کرتا، البتہ قاضی عیاض وغیرہ نے خوارج کے متعلق بتایا ہے کہ وہ لوگ رجم کے منکر ہیں، اسی طرح بعض معتزلہ نظام اور اس کے ساتھی بھی منکر ہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 189/11)

❁ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الرَّجْمُ بِالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ .

''رجم سنت متواترہ اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے۔''

(مجموع الفتاوى : 399/20)

(سوال): کیا خوارج رجم کے منکر ہیں؟

(جواب): جی ہاں، خوارج رجم کے منکر ہیں۔

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں:

''اس بات پر اجماع ہے کہ ہر وہ شخص کافر ہے، جو کتاب اللہ کی نص کو ٹھکراتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجماعی و قطعی دلیل جس کو ظاہر پر رکھنا واجب ہو، اس کو خاص کر دیتا ہے، جیسا کہ رجم کے انکار کی وجہ سے (بعض) خوارج کی تکفیر کی گئی ہے۔''

(الشّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : 286/2)

اس سے مراد وہ شخص ہے، جو قرآن وسنت کی نصوص کو جانتے بوجھتے ٹھکرا دیتا ہے۔

(سوال): کیا باپ اور بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث بنتا ہے؟

(جواب): باپ اور بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں بنتا۔

(سوال): اخوتِ ہجرت سے کیا مراد ہے؟

(جواب): جب مہاجرین مدینہ کی طرف ہجرت کر کے گئے، تو وہ بے سروسامان، بے گھر اور بے وطن تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار میں سے ہر ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا، اسے مؤاخات مدینہ کہتے ہیں، اس موقع پر انصار نے ایثار و قربانی کی عدیم النظیر مثالیں قائم کر دیں۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مہاجرین مکہ سے آئے، تو ان کے پاس سامان دنیا سے کچھ نہیں تھا، انصار کو اللہ نے زمین و جائیداد دے رکھی تھی، انصار نے ان کو اپنے باغات میں حصہ

دار بنالیا، مہاجرین ان کے باغات میں کام کرتے اور فصل کی کٹائی پر اس کا نصف وصول کر لیتے۔ میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں، جو میرے اخیافی بھائی عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھی۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک باغ تحفہ میں دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: غزوہ خیبر سے واپس مدینہ آکر مہاجرین نے انصار کے دیئے ہوئے پھلوں کے حصے واپس کر دیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو باغ واپس دے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو اس باغ میں سے کچھ درخت عطا فرمائے۔''

(صحيح البخاري: 2630، صحيح مسلم: 1771)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا:

''اللہ کے رسول! اللہ کے رسول! ہمارے نخلستانوں کو ہمارے بھائیوں میں اور ہم میں تقسیم کر دیجئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی درست! ہم محنت کریں گے اور اس کے بدلے پھل سے حصہ وصول کر لیں گے، مہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور قبول کیا (ہمیں قبول ہے)۔''

(صحيح البخاري: 2325)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے امیر

ترین صحابی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کو ان کا بھائی بنا دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے: عبدالرحمٰن! آپ جانتے ہیں کہ میں انصار کا امیر ترین فرد ہوں، آپ میرا آدھا مال لے لیجئے، میری دو بیویاں ہیں، ان میں جو خوبصورت لگے، اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیجئے گا۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اللہ آپ کے گھر میں برکت دے، مجھے آپ بازار کا رستہ بتلا دیجئے، بازار گئے اور کچھ گھی اور پنیر کما کر لے آئے۔''

(صحيح البخاري :3781)

سوال: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جھوٹ بولتے ہوئے کہے کہ میں نے تمہیں دو دن پہلے طلاق دے دی تھی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ موٹ میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، البتہ اگر شوہر کے علاوہ کوئی دوسرا جھوٹی خبر بیان کرے، تو طلاق نہیں ہوتی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ، وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ؛ النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ .

''تین چیزوں کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے؛

۱۔نکاح ۲۔طلاق ۳۔رجوع۔''

(سنن أبي داود : 2194، سنن التّرمذي : 1225، سنن ابن ماجه : 2039، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 58/2، سنن الدّارقطني : 256/3، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن غریب''، امام ابن جارود رحمہ اللہ (۷۱۲) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۹۸/۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 210/3)

(سوال): کیا رؤیت ہلال میں ایک شخص کی خبر کافی ہے؟

(جواب): اگر ایک معتبر شخص بھی چاند دیکھنے کی خبر دے، تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا، کیونکہ رؤیت ہلال میں ایک گواہی کافی ہے۔

(سوال): کیا مغربی ممالک کی کمپنیوں کا گوشت کھایا جا سکتا ہے، جبکہ اس پر انگلش میں لکھا ہوتا ہے کہ اسے شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہے؟

(جواب): ایسی کمپنیوں کا گوشت کھایا جا سکتا ہے، البتہ اگر کسی قرینہ سے ظن غالب ہو کہ فلاں کمپنی میں شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کیا جاتا، تو اس کمپنی سے گوشت نہیں لینا چاہیے۔

(سوال): کیا بول و براز کی شدت میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

(جواب): اگر بول و براز کی شدت اتنی ہو کہ نماز پڑھنا دشوار ہو، تو ایسی حالت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ پہلے قضائے حاجت کی جائے، بعد میں تسلی کے ساتھ نماز ادا کی جائے، ورنہ وہ حضورِ قلبی سے نماز ادا نہیں کر سکے گا، نیز اسے طبی مسائل بھی بن سکتے ہیں۔

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ .

''کھانا حاضر ہو یا بول و براز کی شدت ہو، دونوں حالتوں میں نماز نہ پڑھی جائے۔''

(صحيح مسلم : 560)

(سوال): خود کو خصی کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): اپنی خواہش کو دبانے کے لیے خصی ہونا حرام اور ناجائز ہے۔ یہ خواہش

دبانے کا غیر شرعی طریقہ ہے۔

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے تبتل کرنا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں منع فرما دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں (شادی نہ کرنے کی) اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔''

(صحيح البخاري: 5073، صحيح مسلم: 1402)

❁ علامہ ابن مازہ حنفی رحمہ اللہ (٦١٦ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنَّ إِخْصَاءَ بَنِي آدَمَ حَرَامٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

''انسانوں کو خصی کرنا بالاتفاق حرام ہے۔''

(المُحيط البُرهاني: 376/5، البناية شرح الهداية للعيني: 241/12)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٧١ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ خِصَاءَ بَنِي آدَمَ لَا يَحِلُّ وَلَا يَجُوزُ، لِأَنَّهٗ مُثْلَةٌ وَتَغْيِيرٌ لِخَلْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَكَذٰلِكَ قَطْعُ سَائِرِ أَعْضَائِهِمْ فِي غَيْرِ حَدٍّ وَّلَا قَوَدٍ .

''مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ انسانوں کو خصی کرنا حلال اور جائز نہیں، کیونکہ یہ مثلہ اور تخلیق الٰہی میں تبدیلی ہے۔ اسی طرح حدود و قصاص کے علاوہ انسانوں کے باقی اعضاء کو کاٹنا بھی حرام ہے۔''

(تفسير القرطبي: 391/5)

سوال: جانوروں کو خصی کرنا کیسا ہے؟

(جواب): بلا کراہت جائز ہے۔ ممانعت پر پیش کردہ تمام روایات ضعیف ہیں۔

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) بیان کرتے ہیں:

''ہمیں اس (خصی کرنے کے جواز) میں اختلاف معلوم نہیں۔''

(المُغني: 476/3)

خصی جانور کا گوشت عمدہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔

(سوال): نس بندی کا شرعی حکم کیا ہے؟

(جواب): نس بندی یعنی ایسا آپریشن جس کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے قوت تولید ختم ہو جائے اور ولادت کی اہلیت باقی نہ رہے۔ یہ ناجائز اور حرام عمل ہے۔

(سوال): کیا عورتیں حمل سے بچنے کے لیے اپنا نظام حمل ختم کروا سکتی ہیں؟

(جواب): عورت کا نظام حمل ضائع کروانا قطعاً جائز نہیں، خواہ اس کی کوئی بھی صورت ہو۔ یہ بھی خصی کرنا ہے، جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

(سوال): کیا نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھے جا سکتے ہیں؟

(جواب): نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا ممنوع ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرمایا کہ آدمی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔''

(صحيح البخاري: 1220، صحيح مسلم: 545)